ازعدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ:10 اپریل 1952

پیری اینڈ کمپنی لمیٹڈ۔

بنام

کمرشل ایمپلائز ایسوسیشن، مدراس۔

[سید فضل علی، مکھرجی اور داس جسٹس صاحبان]

عدالتی پروانہ- حکم اس وقت تک جاری نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ دائرہ اختیار کی ضرورت یا اس کے استعمال میں غلطی نہ ہو- مدراس شاپس اینڈ اسٹیبلشمنٹ ایکٹ، 1947، دفعہ 51-لیبر کمشنر کا فیصلہ - حتمی حیثیت۔

عدالت عالیہ مدراس شاپس اینڈ اسٹیبلشمنٹ ایکٹ 1947 کے تحت لیبر کمشنر کے ذریعے دائرہ اختیار کے ساتھ منظور کیے گئے فیصلے کو محض اس بنیاد پر کالعدم قرار دینے کے لیے عدالتی پروانہ کی رٹ جاری نہیں کر سکتی کہ ایسا فیصلہ غلط ہے۔

مدراس شاپس اینڈ اسٹیبلشمنٹ ایکٹ، 1947 کی دفعہ 51 کے تحت، لیبر کمشنر اس دفعہ کے تحت ان کے حوالے کردہ سوالات کا تعین کرنے کے لیے واحد مناسب اور مجاز اتھارٹی ہے اور لیبر کمشنر کا فیصلہ حتمی ہے اور اسے عدالت میں چیلنج کرنے کا ذمہ دار نہیں ہے۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 154، سال 1951۔ لیبر کمشنر، مدراس کے 29 جنوری 1949 کے حکم سے پیدا ہونے والی دیوانی متفرق پٹیشن نمبر 1317، سال 1949 میں نظام عدلیہ کی عدالت عالیہ، مدراس (راجمنار چیف جسٹس اور جے بالکرشنا ایر) کے یکم اپریل 1949 کے فیصلے اور حکم سے اپیل۔

اپیل کنندہ کے لیے ایس سی آئزک (ایس این مکھرجی، ان کے ساتھ)۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

مدعا علیہ کی نمائندگی نہیں کی گئی۔

10.1952 اپریل۔

عدالت کا فیصلہ جسٹس مکھر جسٹس نے سنایا۔

یہ اپیل مدراس عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ کے یکم اپریل 1949 کے ایک فیصلے کے خلاف ہدایت کی قابل ہے، جو ایک عدالتی پروانہ کارروائی میں منظور کیا گیا تھا، جس کے ذریعے ججوں نے مدراس شاپس اینڈ اسٹیبلشمنٹ ایکٹ کی دفعہ 51 کے تحت کسی بھی جانچ میں لیبر کمشنر، مدراس کے ذریعے دیے گئے حکم کے ایک حصے کو کالعدم قرار دینے کے لیے عدالتی پروانہ کی رٹ جاری کرنے کی ہدایت کی تھی۔

ہمارے موجودہ مقصد کے لیے حقائق کا مواد ایک تنگ دائرے میں ہے اور اس نقطہ کو سمجھنے کے لیے جس پر اس اپیل میں غور کرنے کی ضرورت ہے، سب سے پہلے اوپر مذکور مدراس ایکٹ کی چند متعلقہ توضیعات کو اشتہار دینا آسان ہوگا۔ یہ ایکٹ 1947 میں منظور کیا گیا تھا اور اس کا مقصد، جیسا کہ تمہید میں بیان کیا گیا ہے، دکانوں اور دیگر اداروں میں کام کے حالات کے ضابطے فراہم کرنا ہے۔ ایکٹ کا دفعہ 14(1) کام کے اوقات پر ایک قانونی حد مقرر کرتا ہے اور یہ بتاتا ہے:

> "ایکٹ کی دیگر توضیعات کے تابع، کسی بھی ادارے میں ملازمت کرنے والے کسی بھی شخص کو کسی بھی دن میں 8 گھنٹے اور کسی بھی ہفتے میں 48 گھنٹے سے زیادہ کام کرنے کی ضرورت یا اجازت نہیں ہوگی۔"

ذیلی دفعہ سے منسلک ایک شرط جو اس میں بیان کردہ اصول کو مستثنیٰ قرار دیتے ہوئے کسی شخص کو کسی بھی ادارے میں اس قانونی حد سے زیادہ کسی بھی مدت کے لیے ملازمت کی اجازت دیتی ہے بشرطیکہ اوور ٹائم اجرت کی ادائیگی ہو، بشرطیکہ کام کی مدت بشمول اوور ٹائم کام کسی بھی دن 10 گھنٹے سے زیادہ نہ ہو، اور کسی بھی ہفتے میں مجموعی طور پر 54 گھنٹے۔

دفعہ 31 میں کہا گیا ہے:

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

"جہاں کسی ادارے میں ملازمت کرنے والے کسی شخص کو اوور ٹائم کام کرنے کی ضرورت ہو، وہ اس طرح کے اوور ٹائم کام کے سلسلے میں اجرت کی عام شرح سے دوگنی شرح پر اجرت کا حقدار ہو گا۔"

دفعہ 50 کسی بھی ادارے میں کسی ملازم کے موجودہ حقوق اور مراعات کو محفوظ رکھتی ہے اگر یہ حقوق اور مراعات ایکٹ کے ذریعے بنائے گئے حقوق سے اس کے لیے زیادہ سازگار ہوں۔

یہ دفعہ اس طرح چلتا ہے:-

"اس ایکٹ میں شامل کوئی بھی چیز کسی بھی حقوق یا مراعات کو متاثر نہیں کرے گی جس کی کسی بھی ادارے میں ملازمت کرنے والا کوئی بھی شخص اس طرح کے ادارے کے سلسلے میں کسی دوسرے قانون، معاہدے، رواج یا استعمال کے تحت اس طرح کے ادارے پر لاگو ہونے والی تاریخ کو حقدار ہے اگر ایسے حقوق اور مراعات اس کے لیے ان سے زیادہ سازگار ہیں جن کے وہ اس ایکٹ کے تحت حقدار ہوں گے۔

صرف دوسرا متعلقہ دفعہ دفعہ 51 ہے جس میں کہا گیا ہے:-

"اگر کوئی سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا اس ایکٹ کی تمام یا کسی بھی توضیعات کے اطلاق کسی ادارے یا اس میں ملازمت کرنے والے شخص پر ہوتا ہے یا آیا دفعہ 50 کسی معاملے پر لاگو ہوتا ہے یا نہیں، تو اس کا فیصلہ لیبر کمشنر کرے گا اور اس پر اس کا فیصلہ حتمی ہو گا اور وہ عدالت میں پوچھ گچھ کا ذمہ دار نہیں ہو گا۔"

اپیل کنندہ ایک محدود کمپنی ہے جو مدراس میں کاروبار کرتی ہے، جبکہ مدعا علیہ کلرک ملازمین کی ایک انجمن ہے جس میں اپیل کنندہ کے تحت کام کرنے والے بھی شامل ہیں۔ 10 نومبر 1948 کو مدعا علیہ نے درخواست گزار کے ملازمین کے حقوق اور مراعات سے متعلق درخواست میں مذکور کچھ سوالات کے فیصلے کے لیے شاپس اینڈ اسٹیبلشمنٹ ایکٹ کی دفعہ 51 کے تحت لیبر کمشنر مدراس کے سامنے درخواست پیش کی۔ کمشنر نے ایک نوٹس جاری کیا جس میں اپیل کنندہ سے ملازمین

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and integrity of this document

کی جانب سے اٹھائے گئے تنازعات کا جواب دینے کا مطالبہ کیا گیا۔ فریقین 26 نومبر 1948 کو کمشنر کے سامنے پیش ہوئے، اور اس کے بعد 16 دسمبر کو جب ان کی نمائندگی وکلاء نے کی۔ فریقین کو سننے اور ان کی طرف سے پیش کردہ شواہد پر غور کرنے کے بعد لیبر کمشنر نے 29 جنوری 1949 کو اپنا فیصلہ کیا۔ ملازمین کی طرف سے اٹھائے گئے سوال کو کمشنر نے چھ الگ الگ مسائل کے تحت درجہ بند کیا تھا اور ان میں سے دو، جو ہمارے موجودہ مقصد کے لیے مواد ہیں، مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیے گئے ہیں:-

مسئلہ نمبر 5۔ کیا 12 اکتوبر 1948 سے ہفتے کے دنوں میں کام کے اوقات میں 6 سے $6\frac{1}{2}$ تک اضافہ ہوا ہے اور یہ اضافہ جائز ہے؟

مسئلہ نمبر 6۔ کیا ملازمین کو عام کام کے اوقات کے بعد کیے گئے کام کے لیے عام شرحوں سے دوگنا اوور ٹائم اجرت ادا نہیں کی جانی چاہیے؟

مسئلہ نمبر 5 پر کمشنر کا فیصلہ یہ تھا کہ کمپنی کے کاروباری اوقات یکم اپریل 1948 سے ساڑھے چھ گھنٹے پہلے تھے، جب ایکٹ نافذ ہوا اور وہ آج بھی جاری ہیں۔ یہ سچ ہے کہ ایک سرکلر جاری کیا گیا تھا جو 12 اکتوبر 1948 سے نافذ ہونا تھا، جس کے تحت دوپہر کے کھانے کا وقفہ آدھا گھنٹہ کم کر دیا گیا تھا، لیکن ساتھ ہی یہ ہدایت بھی کی گئی تھی کہ جہاں تک کاروباری اوقات کا تعلق ہے، تمام کام کے دنوں میں دفتر عام لوگوں کے ساتھ کاروبار کے لیے 5.30 P.M کے بجائے شام 5 بجے بند ہو جائے گا۔

جہاں تک مسئلہ نمبر 6 کا تعلق ہے، لیبر کمشنر سب سے پہلے مشاہدہ کرتا ہے کہ اگرچہ بہت سے اداروں میں کاروبار کے کچھ اوقات طے کرنے کا رواج ہے جس کے دوران کاروبار بیرونی عوام کے ساتھ کیا جاتا ہے، پھر بھی وہ روزگار کے حقیقی اوقات نہیں ہیں اور حقیقت میں ملازمین ان کاروباری اوقات سے باہر کام کرتے ہیں، جس کے لیے وہ کسی اضافی معاوضے کے حقدار نہیں ہیں بشرطیکہ دن میں 8 گھنٹے کی قانونی حد سے تجاوز نہ ہو۔ کمشنر کی رائے میں اگر کام کے معمول کے اوقات پہلے طے کیے جاتے اور ان پر سختی سے عمل کیا جاتا تو ملازمین صرف ایسے اوقات کے لیے کام

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

کرنے کا حق یا استحقاق حاصل کر سکتے تھے اور وہ تنخواہوں میں اسی طرح اضافے کے بغیر طویل اوقات کے نفاذ کے خلاف ایکٹ کی دفعہ 50 کے تحت تحفظ حاصل کرنے کے حقدار ہوں گے۔ کمشنر مزید کہتا ہے کہ ایسے معاملات میں یہ کافی ہوگا اگر معاوضے کی اجرت عام اوقات سے زیادہ لیکن قانونی اوقات سے کم کام کے لیے مدراس شاپس اینڈ اسٹیبلشمنٹ رولز کے اصول 10 کے مطابق حساب شدہ عام شرح پر ادا کی جائے۔ لیکن دن میں 8 گھنٹے یا ہفتے میں 48 گھنٹے سے زیادہ کے کام کے لیے، عام شرحوں سے دوگنا اجرت ادا کی جانی چاہیے جیسا کہ ایکٹ کی دفعہ 14(1) اور دفعہ 31 میں کہا گیا ہے۔ اس مسئلے کے حوالے سے کمشنر کے نتیجے کا اظہار اس نے درج ذیل الفاظ میں کیا ہے:

> **"میرا خیال ہے کہ میسرس پیری اینڈ کمپنی کے ملازمین کا معاملہ سابقہ زمرے میں آتا ہیں اور یہ کہ اس کمپنی کے ملازمین صرف اس صورت میں اوور ٹائم اجرت کے حقدار ہوں گے جب قانونی اوقات سے تجاوز کر جائیں۔"**

یہ حکم، جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے، 29 جنوری 1949 کو دیا گیا تھا، اور 16 فروری کو مدعا علیہ ایسوسی ایشن نے مدراس میں عدالت عالیہ کے سامنے درخواست دائر کی تھی، جس میں اسے کالعدم قرار دینے کے لیے عدالتی پروانہ کی رٹ کی درخواست کی گئی تھی۔ اس درخواست کی سماعت دو ججوں کی بنچ نے کی اور یکم اپریل 1949 کے فیصلے کے ذریعے، فاضل ججوں نے عرضی کو جزوی طور پر منظور کیا اور لیبر کمشنر کے حکم کو اس حد تک کالعدم قرار دیا جب اس نے فیصلہ کیا کہ اپیل کنندہ کے ملازمین صرف اس صورت میں اوور ٹائم اجرت کے حقدار ہوں گے جب قانونی اوقات سے تجاوز کر گئے ہوں۔ یہ اس فیصلے کی صداقت ہے جسے اس اپیل میں ہمارے سامنے چیلنج کیا گیا ہے۔

یہ کسی حد تک بدقسمتی کی بات ہے کہ مدعا علیہ ہمارے سامنے غیر نمائندہ رہا اور اپیل کو یک طرفہ طور پر سننا پڑا۔ مسٹر آئزک، جو اپیل کنندہ کی جانب سے پیش ہوئے، تاہم، انہوں نے ہر ممکن مدد فراہم کی ہے اور قانون کے تمام مادی حقائق اور متعلقہ توضیحات کو ہمارے سامنے رکھا ہے۔ معاملے پر بہترین غور کرنے کے بعد، ہماری رائے ہے کہ عدالت عالیہ کے حکم کی حمایت نہیں کی جاسکتی اور اس اپیل کی اجازت دی جانی چاہیے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ایسا لگتا ہے کہ عدالت عالیہ نے اپنے فیصلے کی بنیاد اس بنیاد پر رکھی ہے کہ لیبر کمشنر ایسوسی ایشن کی طرف سے اٹھائے گئے اس سوال کا جواب دینے میں ناکام رہا کہ کیا کمپنی ملازمین کو دن میں ساڑھے چھ گھنٹے سے زیادہ کام کرنے کا مطالبہ کرنے کی حقدار تھی۔ فاضل جج کے مطابق، لیبر کمشنر کا یہ مؤقف درست نہیں تھا کہ اگر کام کے اوقات دن میں ساڑھے چھ گھنٹے مقرر کیے جائیں تو بھی ملازمین صرف اس صورت میں اوور ٹائم اجرت کے حقدار ہوں گے جب قانونی اوقات سے تجاوز کر جائیں۔

جیسا کہ پہلے ہی بتایا جا چکا ہے، لیبر کمشنر نے فیصلہ کیا کہ اگر کام کے معمول کے اوقات پہلے طے کیے جاتے ہیں اور ان پر سختی سے عمل کیا جاتا ہے، تو ملازمین اپنے معاوضوں میں اسی طرح کے اضافے کے بغیر کام پر طویل اوقات کے نفاذ کے خلاف ایکٹ کی دفعہ 50 کے تحت تحفظ حاصل کرنے کے حقدار ہوں گے۔ لیبر کمشنر کے مطابق ایسے معاملات میں اضافہ مدراس شاپس اینڈ اسٹیبلشمنٹ رولز کے قاعدے 10 کے تحت معاوضے کی اجرت کے پیمانے پر ہونا چاہیے۔ تاہم، اگر اضافہ قانونی مدت سے زیادہ ہے، تو ملازمین ایکٹ کی دفعہ 31 کے تحت دوگنی شرح پر اجرت کے حقدار ہوں گے۔ یہ فیصلہ صحیح ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی، لیکن یہ تجویز نہیں کی جا سکتی کہ لیبر کمشنر نے دائرہ اختیار کے بغیر یا اپنے اختیارات سے تجاوز کر کے کام کیا۔ مدراس شاپس اینڈ اسٹیبلشمنٹ ایکٹ کے دفعہ 51 کے تحت، لیبر کمشنر اس دفعہ میں مذکور سوالات کا تعین کرنے کے لیے واحد مناسب اور مجاز اتھارٹی ہے؛ اور اس میں ایک واضح شق موجود ہے کہ لیبر کمشنر کا فیصلہ حتمی ہوگا اور اسے کسی بھی عدالت میں چیلنج نہیں کیا جائے گا۔ یہ مدعا علیہ ہی تھا جس نے موجودہ معاملے میں لیبر کمشنر کے سامنے معاملہ اٹھایا اور درخواست میں اٹھائے گئے سوالات پر اپنا فیصلہ طلب کیا۔ کمشنر یقینی طور پر سوالات کا فیصلہ کرنے کا پابند تھا اور اس نے ان کا فیصلہ کیا۔ بدترین صورت میں، ہو سکتا ہے کہ وہ کسی غلط نتیجے پر پہنچا ہو، لیکن نتیجہ ایک ایسے معاملے کے حوالے سے ہے جو فیصلہ کرنے کے لیے مکمل طور پر لیبر کمشنر کے دائرہ اختیار میں ہے اور اس کا تعلق کسی بھی یک جدی سے نہیں ہے، ایک غلط فیصلہ جس سے اس کے دائرہ اختیار پر اثر پڑ سکتا ہے۔ مقدمے کے ریکارڈ کارروائی کے پیش نظر ظاہر ہونے والی کسی غلطی یا لیبر کمشنر کے ذریعہ اپنائے گئے طریقہ کار میں کسی بے ضابطگی کا انکشاف

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

نہیں کرتے جو قدرتی انصاف کے اصولوں کے منافی ہے۔اس طرح یہاں بالکل ایسی کوئی بنیاد نہیں تھی جو عدالت یا نیم عدالت افعال کو انجام دینے کے اختیارات کے حامل کمتر ٹریبونل کے حکم یا کارروائی کو ہٹانے کے لیے عدالتی پروانہ کی رٹ جاری کرنے میں اعلی عدالت کا جواز پیش کرے۔عدالت عالیہ نے واقعی جو کیا ہے وہ اپیلٹ عدالت کے اختیارات کا استعمال کرنا اور لیبر کمشنر کے فیصلے میں غلطی کو درست کرنا ہے۔ظاہر ہے کہ ایسا نہیں کیا جاسکتا۔حیثیت مختلف ہو سکتی تھی اگر لیبر کمشنر نے کسی ایسے معاملے کا فیصلہ کرنے سے گریز کیا ہوتا جس کا وہ فیصلہ کرنے کا پابند ہوتا اور ایسے معاملات میں ایک حکمِ امتنائی طور پر ان سوالات کا تعین کرنے کے لیے اتھارٹی کو حکم جاری کر سکتا ہے جن کا اس نے فیصلہ نہیں کیا([1]) لیکن کمتر ٹریبونل کے ذریعے دائرہ اختیار کے ساتھ منظور کیے گئے فیصلے کو محض اس بنیاد پر کالعدم قرار دینے کے لیے کوئی عدالتی پروانہ ستیاب نہیں ہے کہ ایسا فیصلہ غلط ہے۔لہذا، ہماری رائے میں، عدالت عالیہ کا فیصلہ واضح طور پر غیر مستحکم ہے۔اس نظریے میں جو ہم نے لیا ہے، اس بارے میں کوئی رائے ظاہر کرنا غیر ضروری ہے کہ آیا عدالتی پروانہ کو چھین لیا گیا ہے اگر اسے ہمارے آئین کے تحت مدراس شاپس اینڈ اسٹیبلشمنٹ ایکٹ کی دفعہ 51 کی شق کے ذریعے بالکل بھی چھین لیا جاسکتا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ لیبر کمشنر کا فیصلہ حتمی ہوگا اور اسے کسی بھی عدالت میں چیلنج کرنے کے قابل نہیں ہوگا۔مسٹر آئزک کی طرف سے یہ تسلیم کیا گیا کہ اس طرح کی قانونی کی توضیعات باوجود اعلی عدالت رٹ جاری کرنے کے اختیار سے بالکل محروم نہیں ہے، حالانکہ وہ ایسا صرف اس بنیاد پر کر سکتی ہے کہ یا تو ٹریبونل میں دائرہ اختیار میں کوئی واضح عیب ہے جس نے حکم دیا ہے یا اسے حاصل کرنے والی فریق میں کوئی واضح دھوکہ دہی ہے ([2])۔نتیجہ یہ ہے کہ ہماری رائے میں اپیل کامیاب ہو جاتی ہے اور عدالت عالیہ کے فیصلے کو کالعدم قرار دے دیا جاتا ہے اور لیبر کمشنر کے حکم کی توثیق کی جاتی ہے۔چونکہ مدعا علیہ غیر حاضر تھا، اس لیے ہم اس معاملے کے حالات میں اخراجات کے لیے کوئی آرڈر دینا مناسب نہیں سمجھتے۔

اپیل کنندہ کا ایجنٹ: پی کے مکھرجی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document